مرثیہ نمبر ۴۸

شہادت حضرت علی اکبرؑ

جب نوجواں پسر شہ دیں سے جدا ہوا
روشن قمر سپہر بریں سے جدا ہوا!
نورِ نظر امام مبیں سے جدا ہوا
لخت جگر حسینؑ حسیں سے جدا ہوا
دل داغ ہو گیا دل و جان بتولؑ کا
گھر بے چراغ ہو گیا سبط رسولؐ کا

پیری میں آفت غم اولاد الاماں
دل اور زخم خنجر فولاد الاماں
وہ اضطراب خاطر ناشاد الاماں
وہ اشک سوز اور وہ فریاد الاماں
بیٹا نہ ہو تو زیست کا پھر کیا مزہ رہا
جب گھر اجڑ گیا تو زمانہ میں کیا رہا

سب چاہیں جس کی زیست وہ شیر نیاں مرے
افسوس نیم جاں جئے جان جہاں مرے
پیدا تو کس جگہ ہوئے اکبر کہاں مرے
قدرت خدا کی پیر جئے نوجواں مرے
اس عمر میں جہاں سے گذرنے کے دن نہ تھے
کہتا ہے خود شباب کہ مرنے کے دن نہ تھے

روتے ہوئے حرم میں گئے قبلۂ انام | تر تھی لہو سے لختِ جگر کی قبا تمام
رُخ زرد دل میں درد بدن سرد تشنہ کام | طاقت نہ قلب میں نہ بدن میں لہو کا نام
یہ درد تھا بکا میں کہ دل ٹکڑے ہوتے تھے
یہ حال تھا کہ رونے پہ دشمن بھی روتے تھے

پیارے نہ تھے حسینؑ علیہ السلام کے | تھرائے تھے پاؤں شہِ تشنہ کام کے
لائی حرم سرا میں بہن ہاتھ تھام کے | سر دوش پر تھا زینبِ عالی مقام کے
فرماتے تھے بہن علی اکبرؑ گذر گئے
ہم ایسے سخت جاں ہیں کہ اب تک نہ مر گئے

پُرسا تمہیں شہید کا دینے کو آئے ہیں | کس کس کے داغ آج جگر پر اٹھائے ہیں
بیٹھے ہیں خاک اُڑائے ہیں آنسو بہائے ہیں | یہ ہم تمہارے لال کے خوں میں نہائے ہیں
سر تھا حسینؑ بیکس و تنہا کی گود میں
بیٹے کی جان نکلی ہے بابا کی گود میں

یہ سُن کے بی بیوں کے جگر پر چھری چلی | زینبؑ زمیں پہ گر کے پکاریں کہ یا علی
سرِ جہاں ہیں آپ پہ سب روشن و جلی | جاتا ہے ظالموں میں یہ کونین کا ولی
بیکس کو آسرا ہے پکا نہ بھائی کا
آقا یہی تو وقت ہے مشکل کشائی کا

یا مصطفےٰ بلا میں پھنسا ہے تمہارا لال
یا شیرِ ذوالجلال دکھا دو انہیں جلال
یا فاطمہ میں لٹتی ہوں بکھراؤ سر کے بال
یا رب الٹ دے آج یہ سب عرصۂ قتال !
پھر کیا کسی سے کام ہے جنگل میں جا رہوں
بھائی کو اپنے لے کے میں سب سے جدا رہوں

فرمایا شہ نے صبر بہن چاہیئے تمہیں
خالق کی یاد سرّ و علن چاہیئے تمہیں
لب پر رضا رضا کا سخن چاہیئے تمہیں
جو ماں کا تھا چلن وہ چلن چاہیئے تمہیں
ہر بار پوچھتے تھے سبب آہ سرد کا
شکوہ کیا علی سے نہ پہلو کے درد کا

کیا کرتے ہم بہن اجل آتی وطن میں گر
یکساں ہے مرنے والوں کو جنگل ہو یا کہ گھر
درپیش ہے سفر ہمیں خلق سے سفر
اب تو یہی ہے کہ اتر جائے تن سے سر
دکھ میں خوشی ہے وہ جنہیں الفت خدا کی ہے
میرا نہیں یہ سر تو امانت خدا کی ہے

دیکھا یہ کہہ کے بالی سکینہ کو یاس سے
لپٹی وہ دوڑ کر شہ گردوں اساس سے
طاقت نہ تھی کلام کی ہر چند پیاس سے
بولی وہ تشنہ کام شہِ حق شناس سے
کیا اس بلا کے بن سے تہیہ سفر کا ہے
صدقے گئی بتاؤ ارادہ کدھر کا ہے

فرمایا شہؑ نے ہاں سفر ناگزیر ہے
آؤ گلے لگو کہ یہ صحبت اخیر ہے
اب آرزوئے قرب خدائے قدیر ہے
تنہا ہیں ہم سپاہِ مخالف کثیر ہے
طے ہو یہ مرحلہ جو حمایت خدا کرے
جس کا نہ کوئی دوست ہو بی بی وہ کیا کرے

یہ کہہ کے پیاری بیٹی سے دیکھا اِدھر اُدھر
بولے کدھر ہیں بانوئے ناشاد نوحہ گر
فضّہ نے عرض کی کہ اُدھر بیٹھی ہیں سر
رخصت کی آپ حضور کی ان کو نہیں خبر
اب یہ گھڑی علیؑ اکبر کا نام ہے
چلئے ذرا کہ کام اب اُن کا تمام ہے

روتے ہوئے سے گئے جو وہاں شاہ خوشخصال
دیکھا کہ غش ہیں خاک پہ بکھرے ہوئے ہیں بال
سر پیٹ پیٹ کر یہ پکارے بصد ملال
اے شہر بانو ہوش میں آؤ یہ کیا ہے حال
سچ ہے فلک نے تم کو بڑے دکھ دکھائے ہیں
صاحب اُٹھو ہم آخری رخصت کو آئے ہیں

سُنکر صدا حسینؑ کی چونکی وہ نوحہ گر
کی عرض سر جھکا کے قدم پر بچشم تر
تنہا حضور آئے ہیں باندھے ہوئے کمر
صاحب کہاں ہے گیسوؤں والا مرا پسر
ایسے نہیں کہ دکھ میں جدا ہوں جو باپ سے
اپنے مُرادوں والے کو میں لونگی آپ سے

باتیں یہ سُنکے کہنے لگے شاہ بحر و بر | یارب جُدا نہ ہو کسی ماں سے جواں پسر
بانو کسے بلاؤں کہاں ہے وہ سیم بر | ہمشکل مصطفےٰ تو گئے فاطمہؑ کے گھر
ہر دکھ میں صبر کرتے ہیں جو حق شناس ہیں
جس نے ہمیں دیا تھا وہ اب اُسکے پاس ہیں

جاگے ہوئے تھے رات کے نیند آگئی اُنھیں | ہے ہے منافقوں کی نظر کھا گئی انھیں
مخفی بہت رکھا پہ اجل پا گئی اُنھیں | صحرائے کربلا کی ہوا بھا گئی اُنھیں
زندہ نہ ہو گا لال اگر مر بھی جاؤ گی!
بانو کوئی گھڑی میں ہمیں بھی نہ پاؤ گی

جاتے ہیں ہم وہیں کہ جہاں ہے وہ لالہ فام | کہدو جو اپنے لال کو دینا ہو کچھ پیام
سُنکر یہ ذکر ہوش میں آئی وہ تشنہ کام | سمجھی کہ گھر تباہ ہوا اب چلے امام
خنجر سے حلق شاہ کے کٹنے کا وقت ہے
بستی اُجڑ کے تخت اُلٹنے کا وقت ہے

دامن پکڑ کے شاہ کا بولی وہ دلفگار | اے ابن فاطمہؑ یہ کنیز آپ کے نثار
بعد آپ کے جو لوٹنے آئیں ستم شعار | بیٹھے کہاں یہ بیکس و غمگین و سوگوار
کچھ حق میں اس کنیز کے فرما کے جائیے
صاحب کسی جگہ مجھے بٹھلا کے جائیے

شہ نے کہا کہ حافظ و ناصر ہے ذوالجلال — زہراؑ کی بیٹیوں کے رہو تم شریک حال
زینبؑ کو دیکھو سر پہ نہ بھائی نہ دونوں لال — صاحب تمہارے ساتھ ہے عابد سا خوش خصال
بیوارثوں کا وارث و والی الٰہ ہے
دیکھو ڈگے نہ پاؤں یہ مشکل کی راہ ہے

لو الوداع لاش پہ اب آکے روئیو! — لیکن نہ خاک اُڑا کے نہ چلّا کے روئیو
زانو پہ سر کو شرم سے نیوڑھا کے روئیو — قبر رسولؐ پاک پہ ہاں جا کے روئیو!
لُٹنے میں صبر، شکر تباہی میں چاہیئے
رونا بشر کو خوف الٰہی میں چاہیئے

سوز

جب شام کے حاکم نے خبرداروں سے پوچھا — کس رنج میں تڑپے تھے زیادہ شہ والا
تب دست ادب جوڑ کے شمر لعیں اس سے یہ بولا — شبیر سا صابر نہ کبھی کوئی ہوگا نہ اصلا
حضرت نے جواں بیٹے کو مرتے ہوئے دیکھا
پر شکر کا سجدہ انھیں کرتے ہوئے دیکھا